مولانا طارق جمیل کی
ناصحانہ آرزو کی تکمیل
باسمہ تعالیٰ وتقدس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولانا طارق جمیل صاحب آپ کی صدا پر بندہ ناچیز حاضر ہے۔

ادارہ نشریات اسلامیہ مرکزی جامع مسجد روڈ نزد پرانا جی ٹی ایس اڈا منڈی بہاؤالدین سے ہمیں مولانا طارق جمیل مرکزی مبلغ تبلیغی جماعت آف تلمبہ ضلع خانیوال کا ایک کیسٹ ملا جس میں مولانا طارق جمیل نے دیگر بہت ساری باتوں کے علاوہ ایک آرزو بھی ظاہر فرمائی ہے کہ ”تبلیغی جماعت والوں کے پاس ایک کتاب ہوتی ہے وہ پڑھو اس میں کوئی ایسی بات ہو تو اُنکو پکڑو۔“ پھر انتہائی کرب کی حالت میں کہا۔ لیکن یہ کیا اندھا دھند بس ٹھیک ہے، ٹھیک، نکلو، نکلو، نکلو۔

(پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں خطاب)

اس سے قبل تبلیغی جماعت کے کسی رکن یا مبلغ کا ایسا مطالبہ فقیر کے سامنے نہیں آیا۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ مولانا کی خواہش ہے کہ ان کی کتاب میں کوئی ایسی بات نظر آئے تو ان کو پکڑو اس سے قبل تو تبلیغی جماعت کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ اپنی ہی سناتے تھے اور ان کی خدمت میں علماء دیوبندی کی کوئی بات عرض کی جاتی یا ان کی احادیث طیبہ میں بددیانتی اور تبلیغی نصاب میں کی گئی خیانتوں کے بارے میں کچھ معروضات پیش کی جاتیں تو لاتعلقی اور بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ علماء کی باتیں ہیں ہم تو صرف سیکھنے کے لیے آئے ہیں۔

پھر دبے لفظوں میں آہستہ سی آواز میں سکھانے کے لیے کہہ دیتے ۔اب مولانا طارق جمیل خود فرماتے ہیں کہ ان کی کتاب میں کوئی ایسی بات نظر آئے تو ان کو پکڑو لہٰذا یہ حضرات اپنے ساتھ لائی ہوئی کتاب کے مندرجات کے ذمہ دار ہیں اگر اس کتاب کی غلط عبارات کا جواب نہ دیں تو دیگر وجوہ کے علاوہ اس بناء پر بھی اہلسنت و

جماعت کی مساجد میں رہنے کے ہرگز ہرگز حقدار نہیں ہیں، کیونکہ یہ مولانا طارق جمیل صاحب کا اپنا ارشاد ہے کوئی ایسی بات نظر آئے تو ان کو پکڑو، لیکن یہ کیا اندھا دھند بس ٹھیک ہے، ٹھیک ٹھیک، نکلو، نکلو نکلو۔ (پنڈی بھٹیاں میں خطاب)

اس کے بعد مولانا نے گالی دیتے ہوئے فرمایا جاؤ تہاڈے بیڑے بڑھ جاون۔ ہم گالی کا جواب تو نہیں دیں گے لیکن مولانا طارق جمیل کی دلی خواہش پر تبلیغی نصاب کا مرحلہ وار جائزہ ضرور پیش کریں گے۔

طارق جمیل کی ناصحانہ آرزو کی تکمیل حاضر خدمت ہے۔ اس کے بعد (مولانا طارق جمیل کا غیر فطرتی سوال) کا جواب آئے گا، تکمیل کی دعا کرتے رہنا، پھر ان کی کتابوں کے مطالعہ کا تازہ بہ تازہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

غرض فقیر اگر بلاوجہ ان کی کتاب پر تبصرہ کرتا تو اشتعال کا پہلو نکل سکتا تھا لیکن مولانا طارق جمیل کی دعوت پر تبصرہ کرنا فقیر کا فرض منصبی ہے جو ادا کرنا فقیر کی انتہائی سعادت مندی بھی ہے اور علماء ومشائخ وعوام اہلسنت وجماعت کی روح کی تسکین بھی۔

ابوحمزہ مظہری ۱۵ شوال المعظم ۱۴۲۴ھ

نَحْمَدُهٗ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

فقیر کے سامنے ایک کتاب ہے جس کا نام ہے

تبلیغی نصاب مکمل

مصنف کا نام یوں درج ہے:

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ

مظاہر العلوم یہ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور کی مطبوعہ ہے۔اس میں مولانا زکریا کے نام کے ساتھ مدظلہ درج ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا سایہ لمبا ہو' زندہ سلامت رہیں' الغرض یہ مولانا زکریا کی زندگی کا مطبوعہ نسخہ ہے۔

فقیر کے سامنے ایک اور کتاب پڑی ہے جس کا نام ہے۔

فضائل اعمال:

مصنف کا نام یوں درج ہے:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ

ناشر خواجہ محمد اسلام اردو بازار لاہور

اس کتاب کے سرورق کے بعد مولانا زکریا کا مکتوب بھی دیا گیا ہے جس میں مولانا نے خواجہ محمد اسلام کو ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ میں اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی ۔الغرض دونوں کتابیں ایک ہی مصنف کی ہیں' ایک ان کی زندگی کی مطبوعہ ہے اور دوسری ان کے مرنے کے بعد شائع ہوئی۔ان دونوں کتابوں کے ابواب حسب ترتیب یوں ہیں۔

۱۔	فضائل تبلیغ	۱۔	حکایات صحابہؓ
۲۔	فضائل نماز	۲۔	فضائل نماز
۳۔	فضائل قرآن	۳۔	فضائل تبلیغ
۴۔	فضائل ذکر	۴۔	فضائل ذکر
۵۔	فضائل رمضان	۵۔	فضائل قرآن
۶۔	فضائل درود شریف	۶۔	فضائل رمضان
۷۔	حکایات صحابہؓ	۷۔	مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
۸۔	مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج		

آپ بغور ملاحظہ فرمائیں کتاب ایک ہے مصنف ایک ہے نام دو کیوں ہیں؟ اور ایک کتاب آٹھ رسالوں پر مشتمل ہے اور دوسری سات رسائل پر' اس کی وجہ کیا ہے؟

ایک کتاب کی ترتیب یوں ہے۔

۱۔ فضائل تبلیغ

۲۔ فضائل نماز

۳۔ فضائل رمضان

۴۔ فضائل ذکر

۵۔ فضائل قرآن

۶۔ فضائل درود شریف

۷۔ حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم

۸۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج

دوسری کتاب کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم

۲۔ فضائل نماز

۳۔ فضائل تبلیغ

۴۔ فضائل ذکر

۵۔ فضائل قرآن مجید

۶۔ فضائل رمضان

۷۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج۔

ناظرین اصل بات سمجھ گئے ہوں گے کہ تبلیغی نصاب کے نام سے چھپنے والی

کتاب میں فضائل درود شریف والا رسالہ موجود ہے جبکہ فضائل اعمال کے نام سے چھپنے والی کتاب میں فضائل درود شریف والا حصہ موجود نہیں ہے۔

عُذرِ لنگ ۱

فقیر سراپا تقصیر نے اپنے علم کے اضافہ کے لئے مختلف حضرات سے بالخصوص ان حضرات سے جو حاضر سروس چلہ کش تھے اور ایک عرصہ سے چل رہے تھے دریافت کیا' انہوں نے جواب دیا کہ کتاب بھاری ہو جاتی تھی اس لئے رسالہ فضائل درود شریف نکال دیا گیا ہے۔ فقیر نے تبلیغی نصاب کا وزن کیا جو فضائل درود شریف سمیت آٹھ سوتیس گرام (۸۳۰ گرام) نصف جس کا چار سو پندرہ گرام (۴۱۵ گرام) ہوتا ہے نکلا' پھر درود شریف کے بغیر چھپنے والی کتاب فضائل اعمال کا وزن کیا تو کل وزن سات سو گرام (۷۰۰ گرام) تھا جس کا مطلب ہے کہ فضائل درود شریف والی کتاب کا وزن ایک سوتیس گرام (۱۳۰ گرام) زیادہ تھا۔ بستروں، لوٹوں، چولہوں کا وزن اٹھا کر اور اہل وعیال کو خستہ حالی میں چھوڑ کر گشت کرنے والے تبلیغی جماعت کے نازک تر مسلمانوں کو فضائل درود شریف کا صرف ایک سوتیس گرام (۱۳۰ گرام) بوجھ اٹھانا برداشت نہ تھا' جاؤ تہاڈے بیڑے بڑ جاون (بقول مولوی طارق جمیل پنڈی بھٹیاں میں خطاب) ۱۳۰ گرام سے بھی قیامت کی ساعتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ یہ وزن ہلکا ہوگا تو محشر کی سختی سے چھوٹیں گے' لاحول ولا قوۃ الا باللہ

عذرِ لنگ ۲

فقیر نے کچھ اور طواف القری تبلیغی جماعت کے اہلکاروں سے دریافت کیا کہ فضائل درود شریف تو نکال دیا تو کتاب کا نام بدل کر فضائل اعمال کیوں رکھا؟ جس پر

(فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ) کا نقشہ دکھائی دیا کہ حضرت نے چپ کا روزہ رکھ لیا۔

عذرِ لنگ ۳

ایک صاحب فرمانے لگے درود شریف الگ شائع کیا گیا ہے فقیر نے کہا کہ الگ بھی شائع کرنا اچھا ہے مگر کتاب میں موجود رہنا بھی ضروری ہے' کتاب میں موجود بھی رہتا اور الگ بھی چھپ جاتا جیسا کہ قرآن عزیز کی مختلف سورتیں الگ بھی چھپتی ہیں اور قرآن مجید میں بھی موجود رہتی ہیں کیا ایسا کبھی ہوا ہے کہ قرآن مجید کے کسی نسخہ میں سورۃ یٰسین شریف نہ ہو کیونکہ یہ الگ چھپی ہوئی ہے' ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

عذرِ لنگ ۴

اصل کتاب کی ترتیب کیوں بدلی ہے؟

اس کا کسی صاحب نے جواب نہیں دیا۔

عذرِ لنگ ۵

ایک صاحب نے فرمایا کہ فضائل اعمال الگ کتاب ہے اور تبلیغی نصاب الگ کتاب ہے۔ فقیر نے کہا کہ فضائل اعمال میں جو کچھ ہے وہ حرف بحرف تبلیغی نصاب میں موجود ہے تو الگ کتاب کیسے ہوگی؟ ہاں فضائل درود شریف نکال دینے سے الگ کتاب ہوگئی ہو تو یہ تمہاری صوابدید ہے ورنہ عقل ودرایت کی دنیا میں یہ الگ کتاب نہیں رہتی۔

عذرِ لنگ ۶

فقیر نے ایک طویل الچلہ درازلحیہ شفاف استرا والی جماعت سے عرض کیا کہ حضرات کتاب میں درود شریف کے فضائل شامل کرنا تو محبت کی علامت ہے تم یہ بتاؤ

کہ کتاب سے نکالنا بھی محبت کی علامت ہے یا کہ بغض کی پہچان ہے۔اس جماعت میں کافی سارے حضرات بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار کا مصداق نظر آتے تھے چونکہ وہ پیرانہ عمری کا شکار تھے روشن ضمیری' روشن خیالی سے بے نیاز تھے' وہ کہنے لگے کہ جنہوں نے فضائل درود شریف شامل کیا تھا انہوں نے غلط کیا تھا فقیر اور دیگر حاضرین یہ سن کر ششدرہ گئے کہ یہ اتنی طویل داڑھیوں اور تازہ استرہ کشیدہ سروں والے اتنے لوگوں کی موجودگی میں ان کی تصدیق پر خاموش بیٹھے ہیں۔ میں نے چونکتے ہوئے دوبارہ دریافت کیا کہ فضائل درود شریف شامل کرنے والوں نے غلط کیا ہے یا نکالنے والوں نے تو انہوں نے بے شرمی و بے حیائی کے کوہِ الوند سے کودتے ہوئے کہا وہ جنہوں نے فضائل درود شریف کو شامل کیا ہے انہوں نے غلط کیا ہے۔اس پر تمام اہل بصیرت حضرات نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور حدیث شریف الخوارج کلاب اہل النار ابن ماجہ ص ۱۲ کے مصداق کی طرف متوجہ ہو گئے۔

مولانا طارق جمیل کا ہم سے مطالبہ ہے کہ ان تبلیغ والوں کے پاس ایک کتاب ہوتی ہے اسے پڑھو' اب مولانا طارق جمیل کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ فضائل درود شریف نکالنے والوں اور مرکز میں بیٹھے جماعتوں کو کتاب دے کر روانہ کرنے والوں سے پوچھ کر ہمیں بتائیں۔

نمبر۱۔ کیا فضائل درود شریف کا حصہ نکالنا رسول اللہ ﷺ سے بغض کا پتہ نہیں دے رہا؟

نمبر۲۔ کیا کتاب کا نام تبدیل کرنا کسی اندرون خانہ گہری اور گندی سوچ کی نشاندہی نہیں کر رہا؟

نمبر۳۔ کیا کسی کتاب کے مصنف کے مرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کتاب میں من پسند تبدیلی کر لیں اور اس کا نام تبدیل کر لیں؟

نمبر۴۔ کیا کسی کتاب کے حصوں کو آگے پیچھے کرنا اخلاقی لحاظ سے درست ہے؟

نمبر۵۔ جو شخص یہ کتاب ہاتھ میں لئے لوگوں کو سناتا پھرے اور لوگوں کو پڑھنے کی ترغیب بھی دے کیا اس سے سوال کرنا کوئی فضول بات ہے؟ اور اس کا وضاحت نہ کرنا فطرت انسانی کے مطابق درست ہے؟

تبلیغی نصاب اور بغضِ نبوی ﷺ

مولانا طارق جمیل کی فرمائش کی تکمیل میں عرض ہے کہ پرانا تبلیغی نصاب موجودہ فضائل اعمال کا ایک حصہ ہے۔حکایات صحابہ میں بیر معونہ کی لڑائی کے عنوان سے اصحاب رسول ﷺ کی شہادت کا تذکرہ کیا گیا ہے' بیر معونہ کو نجدی حضرات اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کے مطالبہ پر حضور اکرم ﷺ نے ستر قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا' نجدیوں نے انہیں شہید کر دیا' جس کا حضور اکرم ﷺ کو سخت صدمہ ہوا تو ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھتے رہے' اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو غیبی اُمور کا علم ہوتا تو آپ انہیں نہ بھیجتے۔

یہ واقعہ بہت سے دیوبندیوں نے نقل کیا ہے اور یہ استدلال بھی پیش کیا ہے' میں قصداً اس کا حوالہ نہیں دے رہا تاکہ ناظرین ذرا اپنے ذہن پر بھی زور دیں تو ان کو کئی مولویوں کی تقریریں یاد آ جائیں گی جن میں انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب نجد کا ایک باشندہ ابو براء عامر بن مالک نجدی آیا تھا اور اس نے اپنی پناہ دیتے ہوئے قراء اپنے ساتھ لے جانے کا تقاضا کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

اِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْهِمْ اَهْلُ نَجْدٍ:

یقیناً مجھے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں نجدیوں کا خوف ہے۔

(تفسیر مظہری صد۱۷۳/ج۲' تاریخ ابن کثیر ص۷۵/ج۴' تفسیر خازن ص۳۱۸/ج۱)

اس حدیث شریف میں اِنَّ کے ساتھ تاکید بیان کی گئی ہے کہ یہ بات یقینی ہے' اس میں کوئی شک نہیں ہے' یہ پختہ بات ہے' اس بارہ میں کوئی شک نہ کرنا یہ بات اسی طرح ہی ہے لفظ اِنَّ ان تمام مفہومات کو بیان کر رہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بات پکی ہے حدیث کے لفظ اَخْشٰی کا معنی ہے میں خوف کھاتا ہوں میں ڈرتا ہوں قرآن عزیز میں ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پارہ۲۲،سورہ فاطر،آیت ۲۸)

اس کا ترجمہ جناب علامہ شبیر عثمانی یوں کرتے ہیں اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے اسی طرح سورہ فاطر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ تُو تو ڈر سُنا دیتا ہے ان کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے (پارہ۲۲،سورہ فاطر۱۸) ترجمہ جناب شبیر احمد عثمانی۔

اسی طرح دیگر مقامات پر بھی مشہور دیوبندی عالم شبیر احمد عثمانی نے خشیت کا معنی ڈر کیا ہے اس حقیقت کے بعد مولانا طارق جمیل کے ارشاد پر مولانا زکریا کاں دھلوی کی کتاب (سابقہ نام) تبلیغی نصاب اور موجودہ نام فضائل اعمال کا حصہ حکایات صحابہ علیہم الرضوان میں بیر معونہ کی لڑائی ملاحظہ فرمائیں۔

بئر معونہ کی لڑائی:

بیئر معونہ کی ایک مشہور لڑائی ہے جس میں ستر صحابہ علیہم الرضوان کی ایک بڑی جماعت پوری کی پوری شہید ہوئی جن کو قُرّاء کہتے ہیں اس لیے کہ سب حضرات قرآنِ

مجید کے حافِظ تھے اور سِوائے چند مہاجرین کے اکثر انصار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بڑی محبت تھی کیوں کہ یہ حضرات رات کا اکثر حصہ ذکر و تلاوت میں گزارتے تھے۔ اس مقبول جماعت کو نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر کا ایک شخص جس کا نام عامر بن مالک اور کنیت ابو براء تھی اپنے ساتھ اپنی پناہ میں تبلیغ اور وعظ کے نام سے لے کر گیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد بھی فرمایا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے اصحاب کو مضرت نہ پہنچے مگر اس شخص نے بہت زیادہ اطمینان دلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر صحابہ کو ہمراہ کر دیا اور ایک والا نامہ عامر بن طفیل کے نام جو بنی عامر کا رئیس تھا تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت تھی۔ (حکایات صحابہ، ص۹۷ بقدر ضرورت)

اس میں مولانا زکریا سہارنپوری نے ذکر فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد بھی فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے اصحاب کو مضرت نہ پہنچے انی اخشی کا ترجمہ مولانا زکریا نے مجھے اندیشہ ہے کیا ہے' جب کہ اندیشہ مصدر ہے اندیشیدن بمعنی فکر کرنا سوچنا جو کہ شک کی صورت میں ہوتا ہے۔ مولانا سہارنپوری اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یقینی بات کو شک کی صورت میں ڈھال رہے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میرے اصحاب کو مضرت نہ پہنچے' مذکورہ جملہ قضیہ شکیہ' جب کہ حدیث شریف میں شک کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ وہ اِنَّ کے ساتھ کلام موکد ہے جو یقین کی صورت میں ہوتا ہے۔ دیگر علماء دیوبند تو سرے سے اس بات کا ذکر ہی نہیں کرتے 'مولانا زکریا نے ذکر تو کیا ہے مگر روایتی بددیانتی کا مظاہرہ بھی فرما دیا ہے۔ اگر خشیت کا معنی اندیشہ کیا جائے تو سورۃ فاطر میں مذکور ارشاد باری تعالیٰ ہے

یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ (سورہ فاطر، آیت ۱۸) کے معنی ہوں گے کہ وہ بن دیکھے اپنے رب کا اندیشہ کرتے ہیں اور اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

(پارہ ۲۲، سورہ فاطر، آیت ۲۸) کے معنی ہوں گے یقیناً اللہ کا اندیشہ کرتے ہیں اس کے بندوں میں سے وہی جو علم والے ہیں جبکہ یہ دونوں ترجمے بداہۃً غلط ہیں۔

مولانا طارق جمیل کی فرمائش کی مزید تعمیل:

انہوں نے تبلیغی نصاب پڑھنے کی تلقین کی تو فقیر نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر پڑھا، مسلم شریف کے باب فضائل ابی ذر میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ درج ہے، اس میں ص ۲۹۶ ج ۲ پر درج ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۰) دن تک مسجد حرام میں رہے، آپ صرف آب زم زم نوش فرماتے رہے جس سے یہ خوب موٹے تازے ہو گئے، پھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں باریابی کا شرف پایا۔ اس کے ساتھ ہی ص ۲۹۷ ج ۲ پر یہ روایت درج ہے کہ تین دن تک حرم شریف میں ٹھہرے اور ہر رات کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھلاتے رہے مگر بات چیت نہ ہوتی۔ مولانا زکریا سہارنپوری کے ہاتھ کی صفائی دیکھو کہ جس حدیث میں ایک عظیم صحابی کی عظمت زیادہ اجاگر ہے اور وہ ہے بھی پہلے، اس کا ذکر نہیں کیا اس کے بعد والی تین دن والی حدیث شریف ذکر کر دی، کیا مولانا زکریا کاندھلوی اپنے پیروکار تبلیغیوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو چند دن (اس واقعہ میں تین دن) تک تکلیف میں رہتے تم تو ماشاء اللہ سبحان اللہ ارے اللہ کے ولیو چلے پر چلے لگائے جا رہے ہو۔ تمہاری قربانیاں اصحاب رسول ﷺ سے بڑھ کر ہیں۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

مولانا طارق جمیل کی فرمائش کی مزید تعمیل:

مولانا زکریا سہانپوری کاندھلوی کی کتاب تبلیغی نصاب حصہ دوم فقیر کے

سامنے پڑی ہے، پرانی کتاب کا نام تبلیغی نصاب حصہ دوم ہے اور جدید مطبوعہ کتاب کا نام فضائل صدقات ہے، پرانی کتاب کے ص ۲۵۸ حصہ اول پر ایک واقعہ درج ہے جس پر ایک صاحب کا تفصیلی نوٹ دار العلوم محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کے مرحوم ماہنامہ حافظ الحدیث کی جلد ۱ شمارہ نمبر ۷ میں جولائی ۲۰۰۱ء کو شائع ہوا تھا جسے مرحوم ماہنامہ کے شکریہ کے ساتھ بعینہ نقل کر رہے ہیں۔

هُوَ هٰذَا اَشَدُّ الْمَسَاكِيْنِ کی حدیث شریف میں دلیرانہ چال:

ویسے تو ہر جماعت ہر گروہ فرقے بلکہ ہر فرد کی الگ الگ خصوصیات ہوتی ہیں جن کی بناء پر باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے مگر کچھ افراد یا گروہ اپنی امتیازی خصوصیات کی بناء پر بہت ہی نمایاں ہو جاتے ہیں اور وہ خصوصیات ان کا لازمہ بن جاتی ہیں جیسا کہ پاکستان بھر میں بلکہ برصغیر اور بیرونی ممالک میں دین کے نام کا ہوکا دینے والی منفرد شان اور جداگانہ کردار کی حامل تبلیغی جماعت کا نمایاں وصف اور جداگانہ خصوصیت وہ ان کی نرم روی اور نرم کلامی اور ظاہری خیر خواہی کا جذبہ ہے مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو اگر واقعۃً جماعت کے گشت کے لیے وقف کر دے تو جماعت کے دیگر مخلصین اسے معاشی فکر سے آزاد کر دیتے ہیں، یہ ہمارے مشاہدے کی بات ہے، حتیٰ کہ بعض لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ ان کے پاس ایسا منتر ہے کہ جو شخص ایک چلہ لگا لے وہ چاہے کتنا ہی کرخت کیوں نہ ہو وہ نرم ہو جاتا ہے جیسے شبیہ ذوالجناح کو تعزیہ داری کے دوران ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے اور ان کے مخالفین اسی خوبی کی بناء پر طعنہ زنی کے انداز میں انہیں گربۂ مسکین کا لقب دیتے ہیں۔ مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطابات میں اسی لفظ سے ان کو یاد فرمایا کرتے تھے اور اس پر پر لطف مسکراہٹ بکھیرتے

ہوئے جلسہ گاہ کو کشت زعفران بنا دیا کرتے تھے' بہر حال ان کی مسکینہ حالت اور مسکینی چال ہر ایک کے سامنے ہے بلکہ دیگر مساکین کے ساتھ ان دین کے کام میں چست مسکینوں کا مقابلہ کیا جائے تو نہیں۔

اَشَدُّ الْمَسَاكِيْنِ نابالکل بجا ہوگا۔ سب کچھ یا بہت کچھ ہوتے ہوئے مسکین بن کے رہنا بہت بڑی خوبی اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جسے نصیب ہو۔

بعض مسکین کبھی کبھی ایسا کام بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ عقلمند اور حلیم آدمی کا سر چکرا کر رہ جاتا ہے۔ ایسی ہی صورت حال میں راقم الحروف بھی گرفتار ہے۔ یہ میرے سامنے فضائل صدقات نامی کتاب ہے جس کا ٹائٹل یوں ہے۔ تبلیغی نصاب حصہ دوم جس میں فضائل صدقات دونوں حصے اور فضائل حج کو یکجا مجلد کیا گیا ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی نمبر ۱۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل صدقات کتاب شروع میں تبلیغی نصاب کا حصہ تھی بعد میں الگ کر دی گئی اور فضائل صدقات کا نام دے دیا گیا اور مصنف کے نام کے ساتھ دامت برکاتہ کے تعریفی کلمات بتاتے ہیں کہ حضرت کے دور میں یہ کتاب چھپی تھی نام کے ساتھ شیخ الحدیث بھی لکھا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی عام رائٹر یا مصنف نہیں ہے بلکہ حدیث شریف پڑھانے والے کے قلم کی یہ کاوش پیش دست ہے تبلیغی نصاب جا بجا اس کا اظہار بھی ہوا ہے کہ مصنف حدیث شریف کے استاذ ہیں' حدیث شریف پڑھانے والے سے صحاح ستہ کی کوئی حدیث اوجھل نہیں رہ سکتی بالخصوص فضائل اعمال کے مصنف ایسے شیخ الحدیث سے نسائی شریف اور ابوداؤد شریف کی کوئی حدیث اوجھل رہے علم حدیث کے خدام میں ایسا شخص اس منصب فاضلہ کے لائق نہیں ہے اور بالخصوص ایک حدیث جس پر فقہ حنفیہ کے ایک اہم ترین مسئلہ کہ عورتوں کے زیورات پر زکوٰۃ فرض

ہے؟ کی بنیاد ہو کسی حنفی شیخ الحدیث سے تو کیا درمیانے درجے کے مدرس سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ آمدم بر سر مطلب اس تمہیدی گفتگو کے بعد عرض ہے کہ صحاح ستہ کی دو اہم کتابوں نسائی شریف اور ابوداؤد شریف میں حدیث ہے۔

اَنَّ امْرَأَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَ فِيْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسْكَتَانِ عَظِيْمَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَتُعْطِيْنَ زَكٰوةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ اَيَسُرُّكِ اَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ابوداؤد شریف، کتاب الزکوۃ باب الکنز ما ھو و زکوۃ الحلی ص ۲۲۵ جلد ۱۔ نسائی شریف ص ۲۴۳ جلد ۱، مشکوۃ کتاب الزکوۃ باب ما یجب فیہ الزکوۃ، دوسری فصل)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں (یمن) کی ایک صحابیہ حاضر ہوئی' ان کے ساتھ ان کی صاحبزادی بھی تھیں؛ جن کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری کنگن تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس صاحبزادی سے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ان کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے قیامت کے دن۔ اس پر اس صاحبزادی نے دونوں کنگن بارگاہ نبوی میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے واسطے دیتی ہوں۔

فضائل اعمال مطبوعہ دہلی در حیات مصنف (شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی دامت برکاتہ۔ نے ان آخری الفاظ مبارکہ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ﷺ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ اللہ کے واسطے دیتی ہوں۔

(تبلیغی نصاب قدیمی ص ۲۵۸ جلد ۲ مطبوعہ دہلی ص ۳۱۸ (مطبوعہ کراچی ص

اس ترجمہ میں وَلِرَسُوْلِہٖ کا ذکر نہیں کیا۔ آگے ترغیب کا حوالہ درج کیا ہے۔

تبلیغی نصاب اور فضائل اعمال میں نسائی شریف اور ابوداؤد شریف کے سینکڑوں حوالہ جات درج ہیں، یہ حدیث جب ان کتابوں کی ہے تو حوالہ انہیں کا چاہیے تھا، ترغیب کا حوالہ دینا جبکہ انہیں کتابوں سے حدیث لی گئی ہے، چھٹی حس کو تحریک دیتا ہے۔ ہمارے ایک بزرگ ایک بار حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب زیدمجدہ فیصل آباد کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے ترغیب نکال کر دکھائی، جس میں ھما للہ ولرسولہ کے الفاظ تھے نہ کہ صرف ھما للہ کے۔ فقیر کے پاس ترغیب موجود ہے، اس میں بھی ولرسولہ ﷺ کے الفاظ ہیں، جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کسی الجھن میں گرفتار ہیں جس کی بناء پر ترجمہ کرتے وقت ولرسولہ ﷺ کا ذکر کرنا ان کو گوارا نہیں ہوا، جو کہ ان کی مسکینی حالت کی آئینہ دار ہے۔ وہ الجھن یہی ہے کہ زکوٰۃ ایک عبادت ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ کا نام آ گیا۔ لہٰذا جہاں غیراللہ کا نام آ جائے تو وہ چیز ناجائز اور حرام ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث شریف اس مذکورہ نظریہ کی نفی کر رہی ہے۔ اس کو دور کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ یا تو اپنا غلط نظریہ تبدیل کر کے حدیث صحیح کے مطابق کر لیں، یا حدیث کو بدل کر اپنے ذہن کے مطابق کر لیں، تو تبلیغی نصاب کے مصنف جو کہ منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں، انہوں نے دوسرا طریقہ بہتر جانا کہ صحاح ستہ کی حدیث شریف میں تھوڑی بہت تبدیلی کر لو تا کہ اپنے نظریئے کے مطابق کر لیا جائے اس لئے ولرسولہ ﷺ کا ترجمہ کھا گئے اور حوالہ میں عام دستیاب اور زیادہ معتبر کتابوں ابوداؤد شریف اور نسائی شریف کی بجائے ترغیب لکھ دیا۔

راقم آثم نے جب کبھی یہ حوالہ مندرجہ ان اشد المساکین کے چلہ کشوں کو دکھایا اور وضاحت کی درخواست کی تو جواب یہ ہوتا ہم تو مسکین لوگ ہیں، یہ علماء سے

پوچھیں۔ ہم عرض کرتے کہ آپ مرکز رائے ونڈ سے آئے ہیں اور پھر واپس بھی جانا ہے تو ان سے پوچھ کر آگاہ کر دینا، فون نمبر حاضر ہے، جوابی لفافہ حاضر ہے، اگر ابھی پتہ کر کے آتے ہو تو گاڑی کا انتظام کر دیتے ہیں۔ جواب ہوتا ہم تو بس مسکین آدمی ہیں (مفہوماً)۔

گذشتہ دنوں ایک جماعت سے ملاقات ہوئی، ایک روڑے تبلیغیئے کو یہ بات عرض کی اور اس سے کتاب فضائل صدقات مانگی۔ جب اس نے کتاب دکھائی تو وہاں حدیث شریف کا آخری حصہ یوں درج تھا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو دیتی ہوں (ترغیب)۔ فقیر اس کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جب غور کیا تو کئی باتیں سامنے آ گئیں۔

نمبر۱۔ اور اس کے رسول کو دیتی ہوں (ترغیب) اتنی عبارت کی لکھائی مختلف تھی، باقی اول و آخر کاتب کا لکھا ہوا تھا، اور یہ کسی عام آدمی کا۔ نیز قلم بھی باریک تھا۔

نمبر۲۔ دوسری بات یہ کھٹکی کہ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں دی جاتی ہے بلکہ اس کے مستحقین کو دی جاتی ہے، نہ ہی اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کا مستحق ہے اور نہ ہی رسول ﷺ۔

نمبر۳۔ پہلے صرف یہ عبارت تھی، یہ اللہ کے واسطے دیتی ہوں، تو اب (لرسولہ) کا ترجمہ شامل کریں تو عبارت یوں چاہیے تھی کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے دیتی ہوں۔ جب مصنف نے للہ کا ترجمہ یوں کیا ہے، یعنی اللہ کے واسطے دیتی ہوں تو ولرسولہ ﷺ کا بھی ترجمہ اس طرح چاہیے کہ اس کے رسول کے واسطے دیتی ہوں۔ راقم الحروف نے مرکز المساکین رائیونڈ سے کتب خانہ فیضی لاہور کے مطبوعہ دو نسخے منگوائے، دونوں میں مصنف کے نام ساتھ نوراللہ مرقدہ لکھا ہوا تھا، جس کا مطلب یہ کہ مصنف اگلے جہان سدھار چکے ہیں۔ اس کے ص ۲۳۹ حصہ اول پر یہ حدیث شریف شروع ہوتی ہے اور ۲۴۰ کی پہلی سطر پر مکمل ہوتی ہے، مگر لطف یہ ہے کہ اس نسخہ پر بھی سن طباعت درج نہیں جو کہ بجائے خود محل نظر ہے (یعنی ٹیکس چوری کا مکروہ دھندا تا کہ تبلیغ میں برکت

دوبالا ہو) دوسرا لطف یہ ہے کہ ایک نسخے کے ص ۳۴۰ جلد اول کی پہلی سطر یوں ہے کہ یہ اللہ کے واسطے دیتی ہوں (ترغیب)۔ اور دوسرے نسخے کی پہلی سطر یوں ہے' یہ اللہ اور اس کے رسول کو دیتی ہوں (ترغیب) جب کہ پہلا نسخہ بھی غلط ہے اور دوسرا بھی۔ پہلے بات تھی کہ ممکن ہے کہ مصنف سے غلطی ہوگئی ہو (ولرسولہ) کا ترجمہ چھوٹ گیا ہو یا واقعتاً بددیانتی کے مرتکب ہوئے ہوں' اور اب تصحیح شدہ عبارت میں جو خیانت وبددیانتی اور بالفاظ دیگر یہودیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الحدیث کے لقب سے مشہور تبلیغی جماعت کے شیخ المساکین سرکردہ عالم نے (ولرسولہ) کا ترجمہ بھول کر نہیں چھوڑا بلکہ ارادہ اور قصد سے اسے ترک کیا ہے۔ اور تبلیغی جماعت کے موجودہ ذمہ داروں نے اصلاح کے نام سے تصحیح کرتے ہوئے ترجمہ غلط کیا تاکہ کسی نیک کام میں رسول اللہ ﷺ کا واسطہ شامل نہ ہو' تو یہ ان کی سراسر بددیانتی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہت بڑی جرأت ہے' دل کے کسی کونے میں خوف خدا اور شرم رسول ﷺ رکھنے والا کبھی بھی ایسی بے حیائی کا مظاہرہ نہیں کرسکتا۔ خوف خدا' شرم نبی ﷺ 'یہ بھی نہیں' وہ بھی نہیں۔

فقیر تبلیغی جماعت کی اس کارستانی پر صرف یہی عرض کرسکتا ہے کہ یہ حرکت ان اشد المساکین کی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر تازہ جرأت ہے اور دلیرانہ چال ہے اور مسلمانوں کی عبرت کی آنکھیں کھولنے کے لئے صادق وصافی سرمہ ہے' ان کے صلح کلیت آلود معدوں کی تلیین کے لیے مقبول عام سرکہ ہے۔

غرض ما نصیحت بود و کردیم
حوالت باخدا کردیم و رفتیم

خیال تھا کہ صرف ایک ہی جرأت مندانہ واقعہ نقل کیا جاتا مگر ہمارے پاس آئے دن زبردستی

ڈیرہ جمانے والوں کی بعض باتیں مجبور کررہی ہیں کہ مزید لکھا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ وار ایسی جرأتیں نمایاں کی جائیں گی' سردست ایک جرأت مندی پیش خدمت ہے۔ تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے فضائل صدقات ص ۹۲/۹۳ میں یہ ایک حدیث شریف موطا امام مالک' ابوداؤد شریف اور نسائی شریف کے حوالہ سے لکھی ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَّاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

(رواہ ابوداؤد والنسائی کذا فی المشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ، دوسری فصل)

ترجمہ: حضرت سعدؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے ایصال ثواب کیلئے کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے ثواب کیلئے ایک کنواں کھدوادیا۔

(فضائل صدقات مطبوعہ دہلی در حیات مصنف ص ۹۲/۹۳ حصہ اول' فضائل صدقات مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور و مطبوعہ بعد از کوچ سوئے انجام خویش ص ۱۱۱ حصہ اول)

اس حدیث شریف اور ترجمہ کو بغور اور بار بار دیکھو کہ حدیث شریف کے الفاظ وقال هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ کا ترجمہ مجھے تو کہیں نظر نہیں آیا۔ اگر کسی صاحب کو نظر آجائے تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں' لیکن مصنف کے درج کردہ ترجمہ میں ان الفاظ کا ترجمہ نہیں ہے اور نہ کوئی دکھا سکتا ہے۔ اس حقیقت کے بعد مجھے یہ بھی دریافت کرنے کا حق ملنا چاہیے کہ مولانا محض ایک مولوی ہی نہیں بلکہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں' حدیث شریف کے تقدس کو خوب جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جو شخص زندگی میں ایک بار بھی جھوٹا ثابت ہوجائے تو وہ مردود ہوجاتا ہے' وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جو شخص

اپنے گھوڑے کو پکڑنے کیلئے محض حیلہ جوئی کے پیش نظر دامن کو اس طرح پھیلائے کہ گھوڑا قابو آجائے تو محدثین نے ایسے شخص کی حدیث سننا بھی گوارہ نہیں کی' اور دور دراز کا پیدل اور تکلیف دہ سفر کرنے کے باوجود ملاقات تک کرنا دینی حمیت اور حدیث مصطفےٰ ﷺ کی عظمت کے خلاف جانا' تو وہ شیخ الحدیث جو کبھی حدیث شریف سے رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی مٹا رہے ہیں' جب کہ انہیں معلوم ہونا چاہیے۔

؎ مٹ گئے ہیں' مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے' نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اور کبھی حدیث شریف کی عربی عبارت مکمل ذکر کرنے کے باوجود حدیث شریف کا آخری حصہ ہضم کر جاتے ہیں' کیا یہی دین ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے بنیاد رکھی تھی۔ ایسی بددیانتی اور حدیث شریف میں ایسی خیانت کرنا کیا یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعلیمات ہیں؟ کیا ایسے حضرات ہی پاکانِ امت ہیں جن کا یہ طریقہ رہا ہے۔ کیا اسلاف کرام نے حدیث شریف میں ایسی حرکتیں کی ہیں۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ' ایسا ہرگز ہرگز نہیں کیا۔ ۱۳۶۶ھ سے لے کر آج ۱۴۲۰ھ تک لاکھوں کی تعداد میں چھپنے والے فضائل صدقات میں حدیث شریف کے ساتھ ایسا ناروا اور یہودیانہ سلوک کیا اس بات کی نشاندہی نہیں کر رہا کہ یہ لوگ کتاب اور سنت رسول ﷺ کا لبادہ تو ضرور اوڑھے ہوئے ہیں مگر دلی طور پر یہ کتاب اور حدیث پر مکمل طور پر یقین نہیں کرتے۔ قرآن پاک میں جو آیات بتوں اور مشرکوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں انہیں مومنوں پر چسپاں کرتے ہوئے قرآن عزیز کی دشمنی مول لیتے ہیں' اور احادیث طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی حذف کرتے ہوئے بغض مصطفےٰ ﷺ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور حدیث کے بعض حصوں کا ترجمہ ہضم کرتے ہوئے حدیث دشمنی کا

بدترین مظاہرہ کرتے ہیں اور پاکان امت کا لقب پاتے ہیں۔

مسلمانو! ان کے ظاہری لبادے کی طرف نہ جاؤ' حقیقت حال کا ادراک کرو۔ سنیو! مسکین صورتیں دیکھ کر اعتماد نہ کرو' سیرتیں بھی پرکھو۔ اہلسنت کے پیشواؤ! ان حدیث دشمنوں سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے میدان عمل میں کارگر مظاہرہ دکھاؤ۔ اے سنی مساجد کی انتظامیہ! تم مساجد اہلسنت کے ذمہ دار متولی اور انتظامیہ ہونے کے ناطے اہلسنت و جماعت کے تحفظ کے ذمہ دار ہو' ان کی بھلا مانس شکلیں دیکھ کر ان کو مساجد میں ٹھہراتے ہوئے اہلسنت کو ان کے دام تزویر کا شکار ہونے کا موقع دیتے ہو' اپنی اس نازک ادا پر غور کرو۔ ورنہ اے سنیو! اے مسلمانو! اے اہلسنت کے پیشواؤ! اے اہلسنت کی مساجد کے متولیو اور خدمت گزارو' کل قیامت کے روز اگر حضور اکرم ﷺ نے پوچھ لیا کہ تم نے میری حدیث کے دشمنوں سے اور میرا نام مٹانے کی کوشش کرنے والوں سے میری امت کو بچانے کے لئے کیا کیا ہے؟ تو بتاؤ کیا جواب دو گے؟ آج سوچو سمجھو اور بروقت اپنی ذمہ داری کا احساس کرو' اللہ تعالیٰ اس ناچیز اور آپ تمام حضرات کا حامی و ناصر ہو اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت ہر حال میں اس سیاہ کار اور آپ حضرات کے شامل حال رہے۔

آمین بجاہ طہٰ و یٰس ﷺ

مولانا طارق جمیل کی دلی خواہش پر پھر سے لبیک:

مولانا طارق جمیل کی دلی آرزو ہے کہ ہم تبلیغی نصاب پڑھیں تو ہم نے ان کی آرزو پر لبیک کہا تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ نظر سے گزرا' اس عنوان پر نظر ڈالنے سے قبل ایک نفس الامری حقیقت کا جاننا ضروری ہے جسے ایک مثال دے کر عرض کرتا ہوں۔ شیرنی جب بچہ جنتی

ہے تو اس بچے کے اعضاء نمایاں نہیں ہوتے اور ایک مدت تک شیر کا بچہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتا' پھر ایک مدت گزرنے کے بعد وہ چلتا پھرتا ہے' بڑا ہوتا ہے تو جنگل کا بادشاہ کہلواتا ہے۔ جب وہ جنگل میں دھاڑتا ہے تو دھرتی کانپ جاتی ہے۔ دوسری طرف جب گدھی بچہ جنتی ہے تو وہ صحیح اعضاء والا ہوتا ہے اور آدھ پون گھنٹے کے بعد چلنے لگ جاتا ہے' اور ایک گھنٹے کے بعد دوڑنے لگ جاتا ہے' اسے دوست اور دشمن کی پہچان بھی ہو جاتی ہے' جب بھی اس کو پکڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ بھاگ کر اپنی ماں کے پاس پہنچ جاتا ہے' جب کہ شیر کی کیفیت یہ نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص گدھی کے بچے کی اچھل کود دیکھ کر اسے شیر کے بچے پر فضیلت دے یا شیر کے بچے کے سامنے اسکو اہمیت دے تو یہ اس کی سراسر نادانی اور خرد ماغی ہے کیونکہ فطری طور پر جو کمالات شیر کے بچے میں ہیں وہ کھوتی کے بچے میں نہیں ہیں۔ بات استعداد کی ہے کہ شیر کی استعداد کے مقابلے میں کھوتی کے بچے کی اچھل کود کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

اسی طرح انسانی تخلیق کو دیکھو کہ انسانی فطرت کا حامل بچہ جب جنم لیتا ہے تو کئی ماہ تک بیٹھ نہیں سکتا' پھر کئی ماہ تک چل نہیں سکتا' کئی ماہ تک بول نہیں سکتا' صرف رونا جانتا ہے' دوسری طرف جب بکری بچے کو جنم دیتی ہے تو بہت جلد دوڑنے لگ جاتا ہے' ممیاتا ہے' بھاگ کر ماں کے پستانوں سے غذا حاصل کرتا نظر آتا ہے۔ اگر کوئی شخص بکری کے بچے کا دوڑنا اور ممیانا دیکھ کر اسے انسان کے مقابلے میں ذکر کرے تو یہ اس کی حماقت ہوگی۔ ایک اور نفس الامری بات یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ جب کسی عظیم انسان کا ذکر ہو تو وہ اس موقع پر اس کے مقابلے میں کسی معمولی شخص کا ذکر خلاف ادب ہے اور توہین کے زُمرے میں آتا ہے۔ ایک شخص کسی والا شان شہزادے کا ذکر کر رہا ہو' دوسرا شخص اس کے

مقابلے میں کسی بادیہ نشین آجڑی کے بچے کا تذکرہ شروع کر دے تو کوئی عقل مند بھی اسے گوارا نہیں کرے گا۔ یہ بات بھی نفس الامری ہے کہ جب کسی شخص کی عظمت کا عنوان دیا گیا ہو تو اس کی فضیلت کی چیزوں کا بیان کرنا اخلاقی فرض ہوتا ہے' اور ایسے موقع پر ان کے کمالات بیان نہ کرنا قلبی عداوت' بغض وعناد اور بخیلی کی علامت ہوتا ہے۔

ان امور نفس الامریہ کے بعد حکایات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باب میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ملاحظہ کرو۔ ان کی فضیلت میں وارد کسی حدیث کو مولانا زکریا نے بیان نہیں کیا' نہ اہل بیت کرام کی فضیلت میں نازل شدہ کسی آیت کو ذکر کیا ہے کہ یہ اہل بیت ہیں جن کے بارہ قرآن عزیز میں اعلان تطہیر ہو چکا ہے' نیز یہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں' ان کی محبت' رسول خدا ﷺ کی محبت' اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ الغرض بے شمار احادیث میں ان کی فضیلت مذکور ہے جبکہ حضرت جی سہارنپوری کو کوئی بھی حدیث ذکر کرنے کی توفیق نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی یزیدی کو یہ توفیق ہو سکتی ہے۔ مولانا زکریا نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر سات برس اور کچھ ماہ تھی' ان سے تیرہ حدیثیں مروی ہیں' ان کے تذکرہ میں لکھا کہ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جا سکتا ہو' آگے چل کر پھر لکھا کہ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے اس وقت اتنی احادیث (تیرہ) کا یاد رکھنا اور نقل کرنا حافظہ کا کمال ہے اور شوق کی انتہا (خصوصاً خاندان نبوت کے اکمل فرد کی جن کی مادری زبان بھی عربی ہے۔ جلالی) اس کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کا تذکرہ بھی اسی سوقیانہ انداز میں کیا کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے وقت ان

کی عمر چھ برس اور چند مہینے کی تھی۔ چھ برس کا بچہ کیا دین کی باتوں کو محفوظ کر سکتا ہے لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روائتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں۔

(حکایات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۱۵۹)

اس کے بعد مولانا کاندھلوی نے اپنے اباجی کا حال یوں بیان کیا کہ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے بھی بارہا سنا اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا کہ میرے والد صاحب کا جب دودھ چھڑایا گیا تھا تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا' اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا اور وہ اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے مخفی فارسی کا بھی معتدبہ حصہ 'بوستاں' سکندر نامہ' وغیرہ پڑھ چکے تھے۔ اس کے چند سطور بعد لکھتے ہیں' چھ ماہ تک روزانہ ایک کلام مجید پڑھنا اور پھر اس کے ساتھ دوسرے اسباق بھی پڑھتے رہنا اور وہ بھی سات برس کی عمر میں کوئی معمولی بات نہیں۔

(حکایات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص نمبر ۱۶۰)

ناظرین محترم مولوی زکریا کا دجل ملاحظہ کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں اپنے باپ کو بھی شامل کر رہا ہے۔ کائنات کے شہزادوں میں کسی دوسرے کا ذکر یہ اس طرح ہے کہ کسی بادشاہ کے ذکر میں کسی بھنگی کی بات چھیڑ دی جائے۔ یہ حکایات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باب ہے' حکایات اباجی کا باب نہیں ہے۔ اس ظالم نے پہلے ورق سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ ایک بات کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرتا ہے تو ساتھ ہی اپنے چچے تایا، ماموں اور خالو کو گھسیٹ دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

(بخاری، مشکوۃ کتاب الآداب، باب الرفق والحیاء، پہلی فصل)

اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ

جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھا کہ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جا سکتا ہو لیکن اس کے باوجود حدیث کی کئی روائتیں (۱۳) ان سے نقل کی جاتیں ہیں' جبکہ اپنے باپ کے تذکرہ میں لکھتا ہے کہ جب دودھ چھڑایا گیا (یعنی دو سال قمری کی عمر میں) تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا۔ یہ پاؤ پارہ تیرہ حدیثوں سے دوگنا بنتا ہے۔ پھر لکھا کہ سات سال کی عمر میں مکمل حفظ اور فارسی کی بڑی کتابیں بوستان اور سکندر نامہ پڑھ چکے تھے۔ آگے لکھا کہ سات سال کی عمر میں ہر روز زبانی پورا قرآن پڑھنا اور دیگر اسباق بھی پڑھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شریف ہو تو اتنی عمر میں کوئی کمال علمی حاصل نہیں ہو سکتا اور ان کے اباجی کی داستان ہو تو سات سال کی عمر میں علمی کمال پر فائز ہو چکے تھے' یہ اسی طرح ہے جیسے شیر کے بچہ کے مقابلے میں گدھی کے بچے کو ترجیح دی جائے یا کسی شہزادہ کے مقابلہ میں کسی چمار زادے کو اہمیت دی جائے اور کسی چوڑے کے پتر کو برتر سمجھا جائے۔

اس باب کے آخر میں جو گل کھلایا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو' جس سے ان کی اندر کی کیفیت آشکار ہو جاتی ہے کہ اپنے اباجی کے مزید کمالات بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ پرانے زمانے کا قصہ نہیں ہے' اسی صدی کا واقعہ ہے' لہٰذا یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسی ریاضت قوت اور ہمت اب کہاں سے لائی جائے۔

ماشاء اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تقابل انہیں کو زیب دیتا ہے کیونکہ بزرگان دین بڑے بڑے محدثین' اولیاء کاملین اپنے مشائخ کی ریاضت کا ذکر تو کرتے رہے ہیں مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تقابل سے وہ کوسوں دور تھے' اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں یا ہمارے بزرگوں کو جو کچھ ملا ہے ان کے طفیل سے ملا ہے' اور ہم تو ان کے قدموں کی خاک کے بھی برابر نہیں' تقابل کہاں؟

مولانا زکریا کاندھلوی نے اپنے باپ کی روایت میں اپنے خاندان کی بوڑھیوں کی روایت کا حوالہ بھی دیا ہے' اسی مناسبت سے فقیر ان کی ایک اور بوڑھی کی روایت بیان کرنا مناسب سمجھتا ہے جو مولانا اشرف علی تھانوی کی پردادی صاحبہ ہیں' ان کا واقعہ یوں ہے۔

(مولانا اشرف علی تھانوی کے پردادا محمد فرید صاحب کی) شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا' شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح روز آیا کروں گا لیکن اُن کے گھر والی کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں گے' اس لیے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔ (اشرف السوانح جلد اول ص ۱۵)

ان کی بوڑھیوں کی روایات کا آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ کس قسم کی ہوتیں ہیں کہ وہ اپنے کارہائے دروں کو کیا کیا رنگ دینے کی مہارت رکھتی ہیں' اس سے ان کے باپ کا حال بھی معلوم کر لیں۔ پھر دیکھیں کہ کہاں سید المرسلین ﷺ کے جگر کے ٹکڑے

اور کہاں انڈیا کا ایک کُتب فروش ملوانا؟ کہاں سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دُودھ نوشِ جان فرمانے والے شہزادے اور کہاں اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل (بمصداق تقویۃ الایمان ص ۱۷) ایک عورت کی چھاتی سے چمٹنے والا اور بلکنے والا؟ کہاں سیّد العرب' امیر المؤمنین' باب مدینۃ العلم کی پاک نسل کے عظیم فرزندانِ دلبند اور کہاں ہندوؤں کی ہم وطنیت و ہم قومیت کی ڈھینگیں مارنے والے ملوانٹے کے ناپاک پانی کی پیدائش' مولوی زکریا کاندھلوی کا باپ۔ مسلمانو! ذرا غور کرو' رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پاک کی عظمت کو سامنے رکھ کر اپنے دل و دماغ پر زور دے کر اپنے ضمیر سے پُوچھو کہ امامین کریمین طیّبین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عظمت کے مقابلہ میں ان کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ کیا ایسے بد باطن ملوانوں کو تم مساجد میں ٹھہرا کر محبتِ اہلِ بیت کا ثبوت دیتے ہو یا ان کو موقع دیتے ہو کہ آؤ تم رسُولُ اللہ ﷺ کی شان میں کی گئیں اپنی خیانتوں کو عام کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بُغض پر مشتمل کتابیں سناؤ' اہلِ بیت اطہار کے مُقدّس افراد بِالخُصُوص رسُولُ اللہ ﷺ کی مُقدّس گود میں کھیلنے والوں' آپ ﷺ کے کندھوں پر سواری کا شرف پانے والوں سے اپنے باپ کو بڑھا چڑھا کر ہمیں بتاؤ کہ ہم ہیں کہ تمھیں نیک صُورت دیکھ کر میٹھی زبان' زُبانی کلامی خیر خواہی کے پیشِ نظر سب کچھ سُننے اور ماننے کے لیے تیار ہیں۔ مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ' قبر میں' حشر میں' پُل صراط پر' میزان پر' ہر مقام پر اگر کوئی چیز کام دے گی تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ پر ایمانِ کامل کام دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور اخلاص کے ساتھ ان کی اِتباع کام دے گی۔ اہلِ بیت اطہار کی سچی اور پکی عقیدت




والفت ومودت کام دے گی۔

انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابوحمزہ مظہری عفی عنہ

ضروری نوٹ:۔ تبلیغی جماعت کے عظیم مبلغ مولانا طارق جمیل کی خواہش پر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس کے بعد مولانا طارق جمیل کے ایک نازک سوال' کیا تبلیغی جماعت والے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ کا جواب آئے گا۔